حضرت علیؑ کی ذاتِ گرامی

مرکز اتحاد بین المسلمین

عالی جناب مولانا محمد سلیمان عباس رضوی صاحب

دنیا میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسی شخصیت وجود میں آتی ہے جو بیک وقت محراب عبادت کا عابد شب زندہ دار بھی ہو اور میدان شجاعت کا مجاہد کرار بھی۔ منبر کا خطیب بھی ہو، کھیت کا مزدور بھی۔ بوریہ کا فقیر بھی مسند کا امیر بھی۔ علوم کا مخزن بھی اور اخلاق کا معدن بھی۔ زہد و ریاضت کا مصدر بھی، عرفان و ولایت کا مبدا بھی۔ رحم و کرم میں پانی اور غیظ وغضب میں آگ بھی۔ پرمزاح و خوشحال بھی، متین و پرجلال بھی، مظہر عجائب و کرامات بھی، منزل مصائب وصعوبات بھی۔ مصالح کی بیڑیوں میں مقید بھی اور سب کے لئے حلال مشکلات بھی۔ اپنے محسن کا غلام بے دام بھی، ہمت کا دھنی، دل کا غنی، میدان تدبر و سیاست کا شہسوار بھی۔ اعمال و کردار میں بڑا متقی و پرہیزگار بھی۔ انسانیت کا پیکر، شرافت کا جوہر، جود و کرم کا لہلہاتا ہوا چمن، صبر و استقلال کا کوہ پرشکوہ۔ قرآن کا مفسر، احادیث کا مبصّر، ماضی کا مورخ بھی مستقبل کا مخبر بھی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی ذات خلاق عالم کا وہ شاہکار تھی جس پر اللہ کو ناز تھا اور رسولؐ اللہ کو فخر۔ ایک کو رب کی حیثیت سے دوسرے کو مربی کی حیثیت سے۔ رسولؐ عربی نے حضرت علیؑ کو جناب ابوطالبؑ سے پانچ سال کی عمر میں لے لیا تھا۔ شاید اس خیال سے کہ چچا نے جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ احسان ہی ہوسکتا ہے۔

محمد مصطفیؐ ابوطالبؑ کے گھر سے نبی بن کے نکلے تو علی مرتضیؑ آغوش رسولؐ سے ولی بن کے نکلے۔ مقصد حیاتِ رسولؐ تبلیغ رسالت اور علیؑ کی زندگی کا مقصد نصرتِ رسولؐ۔ تبلیغ رسالت کا مقصد تھا، تبلیغ انسانیت اور تہذیب نفسِ انسانی، اس بات کی ضرورت تھی کہ حضور اکرمؐ انسانی زندگی کے جن ٹھوس اصول کی تبلیغ کرنا چاہتے تھے ان کو اپنے کردار و گفتار کے ذریعہ بنی نوع انسان کے سامنے پیش کریں اور یہ بھی ضروری تھا کہ گفتار یعنی قرآن وحدیث کے ساتھ کردار کے نمونے بھی اپنے بعد چھوڑ جائیں جو مہد سے لحد تک اسی طرح پاک دامن ہوں جس طرح خود رسول اکرمؐ۔ یہ پاکدامنی اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے جب خداداد عصمت ہو۔ اگر کوئی عصمت نہ مانے تو ایسی تربیت کا قائل ہونا پڑے گا جو ایسی عمر سے شروع ہو جب بچے کے صفحہ دل پر کوئی اور چھاپ نہیں ہوتی اور اس کے ذہن و دماغ پر کسی اور گھر گھرانے اور ماحول کا نقش اولین بھی جمنے نہیں پاتا۔ شاید یہی راز تھا کہ حضرت علیؑ خانہ

کعبہ میں پیدا ہوئے اور تین دن تک آنکھیں نہ کھولیں۔ جب حضور نے آغوش میں لیا تب آنکھیں کھولیں۔اور علیؑ کی آنکھوں میں تصویر رسولؐ نقش اولین آخر بن کر اس طرح چھپ گئی کہ پھر کوئی اور آنکھوں میں نہ سما سکا۔جس طرح چڑیا اپنے بچے کو دانہ بھراتی ہے، حضور نے تمام علوم اپنے سینے سے علیؑ کے سینے میں منتقل کر دیئے۔علیؑ کا حوصلہ کتنا وسیع و بلند تھا کہ تمام اسرار نبوت حاصل کر لئے اور شہر علم کا دروازہ بن گئے۔حضرت علیؑ کے کمالات کو خواہ کوئی وھبی کہے یا کسبی، بہر حال وہ جامع کمالات تھے۔اس سے کسی کو انکار نہیں، جب کسی عام باکمال انسان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں صلاحیت خداداد تھی تو ایک انسان کامل کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کے کمالات خداداد تھے۔مگر سبب اور ذریعہ رسولؐ کی ذات تھی۔

سخاوت وشجاعت،عصمت وطہارت، زہد وتقویٰ،علم وحلم فطانت وذکاوت، امانت و دیانت، معاملہ فہمی وقضاوت، صبر واستقلال، تدبیر وسیاست، امارت وخلافت، امامت وولایت غرض وہ تمام صفات حسنہ جو ایک انسان کامل میں ہونا چاہئے، حضرت علیؑ میں موجود تھے۔اس سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ حضرت علیؑ کی زندگی کا کوئی لمحہ کفر والحاد اور فسق وفجور میں نہیں گذرا، نہ کبھی خدا اور رسولؐ کو ناخوش کیا، نہ کسی بندۂ خدا پر ظلم وجور۔

اعلان نبوت سے پہلے بھی سایہ کی طرح حضور اکرمؐ کے ساتھ ساتھ رہے، بعد بعثت اور بعد ہجرت بھی۔

اخوت کے رشتہ سے فرزندی اور دامادی کی صورت اختیار کی اور پھر ولایت وخلافت کی۔

حضرت کی خلافت سے بھی کسی کو انکار نہیں۔اختلاف صرف اس میں ہے کہ پہلے یا چوتھے، جو اس کے قائل ہیں کہ نبوت کی طرح ولایت وخلافت وامامت کا عہدہ بھی خدا ہی عطا کرتا ہے اور اس کے انتخاب کا حق خدا ہی کو ہے۔اور نبی کی طرح امام اور خلیفہ کو بھی وہ کمالاتِ عصمت وطہارت عطا کرتا ہے جن کے بغیر یہ عہدہ مل نہیں سکتا۔وہ اس کا قائل ہے کہ حکم الٰہی سے نبیؐ نے علیؑ کو میدان خم غدیر میں حج آخر کی واپسی میں اپنا جانشین وخلیفہ بنا دیا۔مگر وہ حضرات جو خلافت الٰہیہ نہیں بلکہ خلافت جمہوریہ کے قائل ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ جسے چاہیں رسولؐ خدا کا جانشین بنائیں۔

پہلے نظریے والے نے علیؑ کو پہلا خلیفہ مانا خواہ جمہور مانے یا نہ مانے۔دوسرے نظریے والوں نے حضرت ابوبکر کو پہلا خلیفہ مانا۔ملت اسلامیہ کا یہ وہ پہلا اختلاف ہے جو آج تک آخری اختلاف بنا ہوا ہے۔افتراق بین المسلمین کی یہ وہ بنیاد ہے جس پر نہ جانے کتنی عمارتیں تیار ہوگئیں اور نہ جانے کتنے نقش ونگار بنائے گئے اور بنتے چلے جا رہے ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ اسی بنیاد پر ع

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

مگر اسے نظام قدرت کہا جائے یا علوی سیاست کہ خلافت نبوی اور حکومت اسلامی کی باگ ڈور حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں آتے ہی ایک انقلاب ایک شورش ایک اختلاف بین المسلمین پیدا ہوگیا۔اور منافقین نے حضرت علیؑ کی خدمت میں آکر جنگ وجدال پر آمادہ اور نصرت کا وعدہ بھی کیا۔مگر

حضرت علیؑ کے پائے استقلال میں ایک جنبش بھی پیدا نہ ہوئی۔ ایک تو اس لئے کہ آپ اپنے کو بہرحال رسولؐ کا جانشین اور خلیفہ سمجھتے تھے، خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔

دوسرے یہ نہیں چاہتے تھے کہ جو ذوالفقار ہمیشہ بے لاگ چلی ہے وہ آج حکومت کی لالچ میں چلائی جائے۔ دنیا یہ کہے گی کہ رسولؐ خدا و دین اسلام کی جو کچھ خدمت کی تھی اس کی تہہ میں خلافت و حکومت کی لالچ تھی اور کچھ نہیں۔ جس باغ کو خود لگایا ہے اس کو خود اپنے ہاتھوں کاٹ کر رکھ دیا جائے۔ جو منافقین کا دلی مقصد تھا۔

یا اس خاموشی کا سبب یہ رہا ہو کہ خلافت الٰہیہ کا عہدہ یا خدا دے یا رسول، ورنہ اجماع امت و جمہور، تلوار سے حاصل کی ہوئی خلافت بادشاہت و سلطنت تو ہو سکتی ہے مگر خلافت الٰہیہ یا نیابت نبویہ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح کے اور جو بھی مصالح رہے ہوں۔ مگر اشجع العرب اسداللہ فاتح خیبر وخندق خاموش ہو کر گھر میں بیٹھ رہا۔ کوئی دوسرا ہوتا تو کبیدگی اور جذبہ انتقام میں اپنے حریف کی کوئی مدد نہیں کرتا۔ مگر چہرہ مبشرہ رفتار و گفتار سے کبھی اس کا اظہار نہیں فرمایا کہ جمہور نے اگر آپ کو چھوڑ دیا ہے تو اس میں کوئی آپ کا خود نقصان ہے بلکہ امت کا نقصان ہے۔ جس کی تلافی کو واجب جانتے ہوئے ہر دور خلافت میں جہاں جہاں دینی مسئلہ سامنے آیا آ کر امت کو ہلاکت سے بچایا۔ ایسے مواقع پر حضرت ابوبکر کو سمجھایا۔ حضرت عمر کو مشورے دیئے کہ خود انھیں کہنا پڑا:

''لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ''

''اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا''

حضرت عثمان کی فریاد پر حضرت حسنینؑ کے ذریعہ ان کے محصور گھر میں پانی بھیجا۔ غرض تینوں دور میں آپ نے مشکل کشائی فرمائی۔ اور صبر و سکون کے ساتھ گھر میں بیٹھے رہے کہ اگر جمہوریت اور رائے عامہ ہی پر دارومدار رہے تو یہی سہی ووٹ لینے نہ جاؤں گا نہ ووٹ حاصل کرنے کے لئے جوڑ توڑ لگاؤں گا۔ سچی جمہوریت تو یہی ہے کہ لوگ گھر پر آ کے خود جوق در جوق ووٹ دینے کے لئے بے چین ہوں اور بیعت لینے پر مجبور کریں۔ اور اس خاموشی اور انتظار کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اختلاف کے بعد پھر امت ایک جگہ آ کر متحد ہو جائے، افتراق بین المسلمین ہمیشہ کے لئے مٹ جائے اور اتحاد بین المسلمین کا پرچم قیامت تک لہلہاتا رہے۔

مگر اس سلسلہ میں ایک بڑی کشمکش یہ تھی کہ جو لوگ پہلا خلیفہ مانتے تھے وہ چوتھا خلیفہ کہلانا پسند نہیں کرتے تھے، اور خود مولا جب پہلے خلیفہ تھے تو چوتھا خلیفہ بننا پسند کیسے فرمایا۔ انکار کرتے ہیں تو جمہوریت خفا اسلام برباد۔ اقرار کرتے ہیں تو چوتھی منزل پر آئے جاتے ہیں۔ اور اولیت جاتی ہے۔ لہٰذا جب ارباب حل وعقد اجماعی طور پر اور جمہور امت عمومی طور پر جوق در جوق گروہ در گروہ آ کر بیعت لینے پر مجبور کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ بہت بہتر ہے تین دن کے بعد مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر بیعت لوں گا۔ شوق بیعت اور شدت انتظار میں تین دور سے زیادہ تین دن کی مدت طولانی معلوم ہوئی۔

غرض وہ دن آیا کہ حضرت علیؑ رسول اکرمؐ کی شان

سے حسنین علیہم السلام کو داہنے بائیں لئے مسجد نبویؐ میں بیعت لینے کے لئے تشریف لائے۔ مجمع کا عالم یہ تھا کہ کھوے سے کھوا چھلا جارہا ہے۔ چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہیں۔ مولائے کائنات نہایت سکون ووقار سے منبر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

تمام اصحاب وتابعین یہ سمجھ رہے تھے کہ حضرت ابوبکر منبر کے اُس زینے پر کبھی نہیں بیٹھے جس پر حضرت رسولؐ خدا بیٹھتے تھے، بلکہ ایک زینہ نیچے بیٹھا کئے۔ حضرت عمر حضرت ابوبکر کے احترام میں اس زینے کو چھوڑ کر دو زینے نیچے بیٹھا کئے۔ اسی طرح حضرت عثمان حضرت عمر کے احترام میں ان کے زینے کو چھوڑ کر تیسرے زینے پر بیٹھا کئے۔ لہٰذا سب کا خیال تھا کہ حضرت علیؑ حضرت عثمان کا زینہ چھوڑ کر اس سے نیچے والے چوتھے زینے پر بیٹھیں گے۔ مگر اللہ رے سیاست علویہ کہ آپ نے اس زینہ پر پاؤں رکھے جس پر لوگوں کو امید تھی کہ بیٹھیں گے، پھر اس زینے پر پاؤں رکھے جس پر خلیفہ سوم بیٹھے تھے۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید خلیفہ دوم والے زینے پر بیٹھیں۔ آپ اس پر پاؤں رکھتے ہوئے جب اور بلند ہوئے تو خیال ہوا کہ خلیفہ اول کے زینے پر بیٹھیں گے۔ اس پر بھی آپ نے پاؤں رکھے اور اس جگہ پر بیٹھے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔ گویا رسولؐ کی جگہ خالی تھی۔ اب تک کوئی وہاں بیٹھ کر جانشین رسولؐ نہیں تھا۔ اتنی مدت تک اس جگہ کا خالی رہنا اور حضرت علیؑ کا وہاں جاکر بیٹھنا ایک نظام قدرت تھا کہ جس نے اختلاف مٹا کر اتحاد کی صورت پیدا کردی۔

رسول اکرمؐ کی جگہ پر بیٹھ کر یہ بتایا کہ میں پہلا جانشین ہوں، اب وہاں بیٹھ کر جو بیعت لینا شروع کی تو جو چوتھا خلیفہ سمجھ کر بیعت کرنے آئے تھے انھوں نے بھی بیعت کی اور جو پہلا سمجھتے تھے انھوں نے بھی۔ چوتھی خلافت کو اس طرح سب کے لئے پہلی جانشینی میں تبدیل کردیا۔ اب کسی کو کوئی اعتراض نہ رہا سب متحد ہوکر مولا علیؑ کی خلافت پر متحد ہوگئے۔

اب کوئی خواہ پہلا خلیفہ کہے یا چوتھا، خلافت راشدہ علیؑ پر آکر ختم ہوگئی، اور امامت حقہ علیؑ کی ذات سے شروع ہوئی۔ ایک امام کے بعد دوسرا امام آتا رہا۔ مگر خلافت راشدہ کا خاتمہ علیؑ کی ذات پر اسی طرح ہوگیا جس طرح نبوت کا خاتمہ حضرت محمد مصطفیؐ کی ذات پر۔ اور جس طرح حضور کی نبوت ورسالت تمام انبیائے ماسبق کی نبوت ورسالت کی ناسخ بنی اور قیامت تک اب حضور ہی کی نبوت قائم ودائم ہے اور حضورؐ ہی کی شریعت جاری رہے گی اور حضور ہی کے احکام نافذ رہیں گے، کیونکہ حضور کے بعد کوئی اور نبی نہیں آیا۔ اسی طرح خلافت علویہ ماسبق خلافت ثلاثہ کی ناسخ ہے، اور اب قیامت تک دنیا میں مولا علیؑ ہی کی خلافت جاری رہے گی۔ کیونکہ خلافت راشدہ کا کوئی پانچواں خلیفہ نہیں ہوا۔

اس طرح مولا علیؑ کی ذات اب تمام مسلمانوں کے لئے ماویٰ وملجا اور اتحاد بین المسلمین کا مرکز ہے۔

مولا علیؑ کو پہلا خلیفہ ماننے والے یہ سمجھ کر پیروی کریں کہ ان کے پہلے سے لے کر بارہویں خلیفہ وامام تک کسی ایک کے اعمال وکردار میں ذرہ برابر کوئی شرعی اختلاف نہیں

(بقیہ صفحہ............۵۹ پر)

ہونے دیں۔سورۂ انفال میں اللہ کا ارشاد ہے: ''وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ۔'' اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑے نہ کرو (یعنی بھرپور اتفاق واتحاد اور نظم وضبط کے ساتھ زندگی بسر کرو) کیونکہ اگر تم آپس میں متحد نہ رہوگے تو ہمت ہار جاؤگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، سرور کائناتؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ سارے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں ایک جسم اور ایک بدن کی حیثیت رکھتے ہیں یعنی اگر بدن کے ایک عُضو کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پورا بدن اس تکلیف کا احساس کرنے لگتا ہے بس اسی طرح اسلامی معاشرہ بھی ایک جسم ہے اور سارے مسلمان اس کے اعضاء ہیں اور سچا مسلمان وہی ہے جس کے دل میں اپنے دوسرے بھائی کے دکھ درد کا پورا احساس ہو اور اس کے دکھ کو دور کرنے اور اس کو آرام دینے کی اسی طرح کوشش کرے جیسے وہ خود اپنے دکھ کو دور کرنے اور اپنے آپ کو آرام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر آپ نے ایک دوسرے موقع پر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا اور ارشاد فرمایا کہ دیکھو ایک ہاتھ کی انگلیاں جب دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے ساتھ مل گئیں تو ان میں کیسی قوت پیدا ہوگئی جو اس اتحاد کے پہلے کبھی ہرگز نہ تھی بس اسی طرح تمہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد واتفاق سے زندگی بسر کرنا چاہئے تا کہ تمہاری انفرادی اور اجتماعی زندگی اور تمہاری قومی اور ملی سربلندی استحکام، سالمیت اور عزت ووقار تمہارے دشمنوں کے لئے ناقابل تسخیر بن جائے۔

❁❁❁

بقیہ...... حضرت علیؑ کی ذات گرامی ....

ہے۔اور چوتھا خلیفہ ماننے والے بھی مولا علیؑ ہی کی پیروی کریں کیونکہ مولا علیؑ ہی آخری خلیفہ ہیں۔

اور اگر رفتار و گفتار، عمل و کردار میں حضرت علیؑ رسولؐ اسلام کے اسوۂ حسنہ پر نہ ہوتے تو جمہور امت انھیں بالاجماع چوتھا خلیفہ نہ بناتے نہ مانتے، اس لئے یقیناً علیؑ کی نماز کا طریقہ وہ تھا جو نبیؐ کا تھا۔علیؑ کا روزہ اسی طرح کا جیسا نبیؐ کا، علیؑ کا جہاد ویسا ہی جیسا نبیؐ کا، علیؑ کا حج ویسا ہی جیسا نبیؐ کا۔اس لئے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ۔اہل حدیث ہوں یا اہل تقلید سب کو اسی طرح نماز پڑھنا چاہئے جس طرح مولا علیؑ پڑھتے تھے۔سب کو اسی طرح روزہ رکھنا چاہئے اور حج کرنا چاہئے اور دیگر تمام امور شرعیہ بجالانا چاہئے جس طرح مولا علیؑ کرتے تھے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ مولا علیؑ تمام اعمال شرعیہ کس طرح بجالاتے تھے؟ اس کا پتہ لگانا ہر مسلم و مومن پر واجب ہے۔ظاہر ہے کہ مولا علیؑ کا طریقہ ان کے دشمنوں میں نہ ملے گا۔ بلکہ دوستوں میں ملے گا۔ان سے جنگ کرنے والو میں نہ ملے گا ان کے جاں نثاروں میں ملے گا۔ وہ طریقہ نہ شام میں ملے گا نہ نہروان میں، نہ بغداد میں ملے گا نہ بصرہ میں۔

وہ اسوہ حسنہ، وہ طریقہ علویہ، وہ جادۂ شرعیہ مولا علیؑ کے اہلبیت میں ملے گا۔ کیونکہ ''اَھْلُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَا فِی الْبَیْتِ'' (گھر والے گھر کی باتوں کو زیادہ جانتے ہیں) اور مولا علی کے وہ اہلبیت مرکز ہدایت ہیں۔ جو اہلبیت نبوت ومعدن رسالت ہیں۔اس جادہ کا سراغ لگالینا گویا اتحاد بین المسلمین کی کلید کا ہاتھ آجانا ہے۔

خدا ہم تمام مسلمانوں کو خارجیت، ناصبیت، عصبیت اور باہمی عداوت سے دور رکھ کر مولا علیؑ کے جادہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

❁❁❁